صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز پیر مورخہ 17 نومبر 2014ء بمطابق 23 محرم الحرام 1436 ہجری بعد از دوپہر تین بجکر تیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

ٱللَّهُ يَبۡسُطُ ٱلرِّزۡقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقۡدِرُ ۚ وَفَرِحُواْ بِٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَمَا ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَا فِى ٱلۡأَخِرَةِ إِلَّا مَتَـٰعٌ O وَيَقُولُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَوۡلَآ أُنزِلَ عَلَيۡهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۗ قُلۡ إِنَّ ٱللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَآءُ وَيَهۡدِىٓ إِلَيۡهِ مَنۡ أَنَابَ O ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكۡرِ ٱللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكۡرِ ٱللَّهِ تَطۡمَئِنُّ ٱلۡقُلُوبُ۔

(ترجمہ): خدا جس کا چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کا چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اور کافر لوگ دنیا کی زندگی پر خوش ہو رہے ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت (کے مقابلے) میں (بہت) تھوڑا فائدہ ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی۔ کہہ دو کہ خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو (اس کی طرف) رجوع ہوتا ہے اس کو اپنی طرف کا رستہ دکھاتا ہے۔ (یعنی) جو لوگ ایمان لاتے اور جن کے دل یادِ خدا سے آرام پاتے ہیں (ان کو) اور سن رکھو کہ خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں۔ و آخِرُ الدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔جی 'کوئسچنز آور'

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی نلوٹھا صاحب! مختصر بات کرلیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ 13 نومبر بروز جمعہ کو میں نے اسمبلی فلور کے اوپر صرف دو باتیں کیں، ایک پیپلز پارٹی کے جنرل سیکرٹری جو سوات میں ٹارگٹ کلنگ سے شہید ہوئے تھے اور دوسری جو بس حادثہ ہوا تھا سکھر میں، اس میں جو سوات کے لوگ شہید ہوئے تھے، ان کیلئے حکومت کے معاوضے سے میں نے بات کی تھی لیکن جناب سپیکر صاحب! مجھے از حد افسوس ہوا کہ کل جب میں چیئرمین تحریک انصاف عمران خان صاحب کی تقریر جو جہلم میں وہ کر رہے تھے اور انہوں نے میرا حوالہ نام لیکر دیا کہ مسلم لیگ کے پارلیمنٹری لیڈر نے خیبر پختونخوا اسمبلی میں کے پی کے پولیس کو پنجاب کی پولیس سے بہتر کہا تو میں نے یہ الفاظ بالکل اسمبلی میں نہیں کہے تھے جناب سپیکر صاحب! میں نے، جب پشاور کے حیات آباد انوسٹی گیشن سکول میں ڈی آئی جی آزاد صاحب نے سرٹیفیکیٹ کی تقسیم کے حوالے سے جو جوان اور افسران کو تربیت وہاں پر دی جارہی ہے، اس حوالے سے وہاں پر مجھے بلایا اور مجھے وہاں پر بریف کیا تو میں نے کہا کہ اگر خیبر پختونخوا پولیس کو انوسٹی گیشن کی جس طریقے پر انہیں ٹریننگ دی گئی ہے، دی جارہی ہے تو میں آئی جی پختونخوا کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر خیبر پختونخوا پولیس کو اس طرح Train کیا گیا تو یہ ملک کی بہترین پولیس بنے گی لیکن جناب سپیکر صاحب! مجھے از حد افسوس ہوا کہ چیئرمین تحریک انصاف نے میری گواہی ڈال کر جو جلسے میں بات کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہو سکتا ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس دن خیبر پختونخوا سے ٹارگٹ کلنگ کی وارداتیں کم ہوئیں، بھتہ خوری کی وارداتیں کم ہوئیں، یہاں پر اغواء برائے تاوان کی وارداتیں کم ہو گئیں تو میں فخر سے کہونگا کہ خیبر پختونخوا پولیس دوسرے صوبوں سے بہتر ہے، تو جناب سپیکر صاحب! میرا جو نام لیا ہے، میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس پر ان کے خلاف تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میرے خیال میں اسمبلی کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے اور آپ نے صحیح سنا نہیں ہے، بہر حال میں 'کوئسچنز آور' کی طرف بڑھتا ہوں۔

نشانزدہ سوالات اور انکے جوابات

Mr. Speaker: Question No. 2078. Not present, it lapses.

مفتی فضل غفور صاحب، کوئسچن نمبر (مداخلت) ایک منٹ، اصل میں یہ جو کل پینڈنگ ہمارے کچھ رہتے تھے، ان کو ہم نے لیا ہے تاکہ اس کو ہم Continue کریں، تو کل والے ہم نے ایک دو نہیں لیے اس لئے کل والے جو ہیں ہم نے لیے ہیں۔ کوئسچن نمبر، وہ Lapse ہو گیا۔ کوئسچن نمبر 2079، مفتی فضل غفور، Lapse کوئسچن نمبر 1965، سوری 1963، محترمہ معراج ہمایون۔

Ms. Meraj Humayun Khan: Thank you very much, Mr. Speaker. You kept your promise and you are giving me a chance to speak.

جناب سپیکر صاحب! دا یو کوئسچن ډیر ضروری کوئسچن دے، هغې حوالې سره خو زما خیال دے نن خو منسټر صاحب هم نشته دے او هغې پله ما ته ایجوکیشن والا هم څوک نه ښکاریږی، شاید دا ایجنډا کښې پسته شامل شوی دی نو زه به کوئسچن اوکړم ځکه چې دا خو د انګریزئ حوالې سره یو کوئسچن دے او انګریزئ له ډیر اهمیت ورکړے دے دې حکومت نو "کیا وزیر ابتدائی وثانوی تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مشتاق غنی صاحب! چیک کرلیں اس کو، پھر آپ Respond کریں۔

محترمہ معراج ہمایون خان: Provincial Institute For Teachers Education (PITE) میں اساتذہ کو انگریزی زبان کی تدریس کیلئے ایک لیبارٹری موجود ہے جو ماہر انسٹرکٹر اور ٹیچرز کی عدم دستیابی کی وجہ سے اب تک زیر استعمال نہیں ہے" دوئ جواب کښې راکړی دی چې اؤ جی، Multimedia English Laboratory (PITE)، 24-01-2007 میں بنائی گئی تھی اور اس وقت سے ہی فنکشنل ہے۔ دا بل ما دغه کړے چې اگر جواب اثبات میں تو حکومت مذکورہ لیبارٹری کو فعال بنانے کیلئے ماہر انسٹرکٹر، ٹیچرز کو کب تک تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟ وائی چې اشرف علی خان سینیئر انسٹرکٹر انگلش اس لیب کے انچارج رہے ہیں اور اپریل 2014 میں مذکورہ انسٹرکٹر کی پروموشن ہوئی ہے جس کو پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول گدر مردان میں تعینات کیا گیا ہے

اور مذکورہ آسامی پر ماہر انگلش انسٹرکٹر طارق علی خان کی تعیناتی یکم ستمبر 2014 سے عمل میں لائی گئی ہے، لہٰذا مذکورہ لیبارٹری کو فعال بنا دیا گیا ہے۔جناب سپیکر صاحب! ما چې څنګه وئیل دا سوالونه کافی زاړه دی، دا د ستمبر وروستنی کال کښې ما ته دا رپورټ شوے وو، چا راته وئیلی وو او دا ئے راته وئیلی وو چې دا ریکویسټ اوکړئ چې لیبارټری ده، ډیره ښه لیبارټری ده خو د هغې په چلولو باندې شوک هډو پوهیږی نه، نو هغه دغه شان بنده پرته ده، ډیر رقم پرې لګیدلے دے او زمونږ کمے دے د انګریزئ د ټیچرانو، چې کوم ټیچرز دی د هغوی هم کمے دے۔

جناب سپیکر: میډم! که ستا خوښه وی نو دا به زه پینډنګ اوساتم۔

محترمہ معراج ہمایون خان: ښه جی۔

جناب سپیکر: دا به پینډنګ اوساتم چې 'کنسرنډ' منسټروی چې هغوی باندې ئے اوکړو۔

محترمہ معراج ہمایون خان: یا ما له بس جواب که بیا راکړئ پسته هم نو۔

جناب سپیکر: اوکے۔

محترمہ معراج ہمایون خان: تھینک یو،جی۔

جناب سپیکر: کوئسچن نمبر1965، میڈم معراج ہمایون۔

محترمہ معراج ہمایون خان: سوال نمبر 1964 دے جی، 64 پکښې مینځ کښې دے جی۔

جناب سپیکر: اس کو بھی پینڈنگ رکھتے ہیں۔

محترمہ معراج ہمایون خان: اس کو بھی پینڈنگ رکھ لیں، اچھا میرے سارے کوئسچنز پینڈنگ ہو گئے۔

(سوالات نمبر 1963، 1964 اور 1965 پینڈنگ کر دیئے گئے)

جناب سپیکر: اگر منسٹر اس دوران آیا تو میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

محترمہ معراج ہمایون خان: تھینک یو، سر۔

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ خان، کوئسچن نمبر 1985۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر صاحب! عظمیٰ خان صاحبہ نہیں آئیں، ابھی میں انکے Behalf پر-----

جناب سپیکر: آپ نے بھی ہمارے منور خان کا طریقہ اختیار کیا ہے ناں، جی جی بسم اللہ۔

* 1985 _ محترمہ عظمیٰ خان (سوال محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی نے پیش کیا): کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) پشاور یونیورسٹی میں ایم فل لیڈ نگ ٹو پی ایچ ڈی تھیسز کیلئے سپر وائزر کا ہونا ضروری ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا طلباء اپنی مرضی سے سپر وائزر تبدیل کر سکتے ہیں یا نہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) جی ہاں، پشاور یونیورسٹی کے ایم فل/پی ایچ ڈی ریگولیشنز کے مطابق متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کی گریجویٹ سٹڈیز کمیٹی (GSC) سکالر کو ان کی درخواست پر سپر وائزر کی سفارش کرتا ہے جو کہ اپنے فیلڈ میں ایم فل/پی ایچ ڈی ہو جس کی بعد ازاں وائس چانسلر صاحب منظوری دیتا ہے۔

(ب) سکالر کی درخواست پر سپر وائزر مقرر کیا جاتا ہے، بعد میں اگر سکالر اپنا سپر وائزر تبدیل کرنا چاہتا ہو تو درخواست پر پرانے سپر وائزر سے اجازت (NOC) اور نئے سپر وائزر سے رضامندی (Consent) لی جاتی ہے جس کو بعد ازاں گریجویٹ سٹڈیز کمیٹی کی سفارش پر وائس چانسلر صاحب کو دوبارہ منظوری کیلئے بھیجا جاتا ہے۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: بنیادی طور پر جناب سپیکر! یہ پشاور یونیورسٹی میں ایریا سٹڈی سنٹر جو پہلے وفاق کے زیر انتظام تھا اب صوبے کے حوالے ہو گیا ہے اور اس حوالے سے یہ ایک سوال کیا گیا ہے۔ یہاں پر اس کا اگر تھوڑا پس منظر بتاؤں تو جو اس وقت ایریا سٹڈی سنٹر کے ڈائریکٹر ہیں، وہ ایکٹنگ پوسٹ پر ہیں، فروری 2014 سے پوسٹ ایڈورٹائز ہو چکی ہے اور میڈم عظمیٰ خان نے اگر یہ کوسچن کیا تھا تو یہ ان کا بنیادی طور پر مقصد تھا کہ جب بھی کوئی اعلیٰ تعلیم کیلئے سکالر آگے آتا ہے، اس کو یہ اختیار یا اس کی ایک پریویلج ہوتی ہے کہ وہ اپنا سپر وائزر خود مقرر کرے۔ یہاں پر سوال یہ بنتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب تک این او سی نہیں ملے گی،

آپ سپر وائزر چینج نہیں کر سکتے اور این او سی کیلئے پھر یہ نہیں بتایا کہ وہ کن وجوہات سے وہ این او سی نہیں مل رہی، تو میرا یہاں پر ضمنی سوال یہ ہے جناب وزیر صاحب! کہ کیا آپ نے اس کے اندر یہ معلومات کیں کہ کیوں مسلسل جو سکالرز ہیں، انہوں نے اس Thesis پر کام بھی مکمل کر لیا ہے اور اگلا جو سپر وائزر ہے، وہ کوئی Input بھی نہیں دے رہا، ایک Synopsis، ایک Synopsis جو آٹھ نو صفحے کا Synopsis ہے، اسکو وہ چیک نہیں کر رہا اور اس کے لئے کوئی Input نہیں دے رہا لیکن وہ ساتھ صرف سکالر کو ذہنی اذیت دینے کیلئے وہ اپنی این او سی نہیں دے رہا جبکہ Consent وہ جمع کرا چکا ہے، تو یہ بڑا عجیب سا منطق ہے کہ کیا وجہ ہے کہ وہ وہاں پہ چینج نہیں ہو رہا، یہ سپر وائزر کی اجازت نہیں مل رہی۔

جناب سپیکر: مشتاق غنی صاحب۔ آپ کا کوسچن انہوں نے وہ کر دیا ہے، ان کو بات کر لینے دیں، اس کے بعد۔۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): جناب سپیکر! یہ کوسچن میں کچھ اور چیز ہے اور انہوں نے جو ابھی وضاحت طلب کی ہے، وہ کوئی اور چیز ہے جس کا اس میں ذکر نہیں ہے، اگر یہ۔۔۔۔۔

محترمہ عظمیٰ خان: جناب سپیکر! میں واضح کر دوں؟

جناب سپیکر: جی جی، چلو اس کے بعد۔۔۔۔۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: اگر یہ ڈیٹیل چاہتی ہیں تو ہمیں فریش کوسچن دے دیں، ہم اس کی ڈیٹیل بھی لے لیں گے لیکن وہ اصل میں یہ این او سی اس لئے ایشو نہیں ہوتی ہے کہ جو ایک سکالر ہوتا ہے، سپر وائزر اس کے پاس ایک مخصوص تعداد ہوتی ہے انکی، پانچ سے ساتھ تک Limit ہوتی ہے انکے پاس اور اب جب شروع میں سکالرز الاٹ ہوتے ہیں تو سپر وائزر تو انکی رضامندی سے ہوتے ہیں جو سٹوڈنٹس کے ہوتے ہیں، اور ایک کمیٹی ہے، پھر وائس چانسلر اس کی Approval دیتے ہیں، اب اگر وہ تبدیل کرنا چاہتے ہیں اپنا سپر وائزر تو دوسرے سے این او سی اس لئے ضروری ہے کہ Already اس کے پاس اگر Load of work زیادہ ہے، سٹوڈنٹس زیادہ ہیں تو اس کے گلے کیسے ڈال دیا جائے؟ اس لئے اس کیلئے این او سی کی شرط ہے لیکن جو بات میڈم انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ نے کہی ہے، وہ Different بات ہے، وہ یہ کہہ

رہی ہیں کہ جو کوئی سپر وائزر ہے، وہ اپنے سکالر کا جو ہے Help نہیں کر رہا جبکہ انہوں نے اپنی چیزیں Submit کر دی ہیں، تو اس کو ہم دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: میڈم عظمیٰ خان، میڈم عظمیٰ خان، آپ۔

محترمہ عظمیٰ خان: شکریہ مسٹر سپیکر۔ جناب سپیکر! Question submit کرنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ کسی بھی فیلڈ میں جب آپ کام کر رہے ہوتے ہیں تو ایک اعتماد ہوتا ہے آپ کو اپنے ہیڈ پر، آپ یہاں بیٹھے ہیں، مجھے آپ پر ٹرسٹ ہے، آپ اچھا کام کر رہے ہیں، جس دن مجھے ٹرسٹ نہیں ہو گا یا آپ کے کام میں مجھے کوئی غیر تسلی بخش کچھ نظر آئے گا تو میں Automatically کہو نگی کہ ہمارے اس ہیڈ کو تبدیل ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! انسان۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

جناب سپیکر: جی، میڈم۔

محترمہ عظمیٰ خان: سپیکر صاحب! سٹوڈنٹس جو ہوتے ہیں، ایک تو Written form میں یہ جہاں، یہاں لکھا ہے کہ سکالر سے 'پرمشن' لیکر یا ان کی رضامندی لیکر ان کو سپر وائزر الاٹ کیا جاتا ہے جناب سپیکر، آج کل یہ Written میں نہیں ہو رہا ہے، Orally بھی ہو جاتا ہے لیکن جناب سپیکر! جب وہ سپر وائزر تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو پرانے سپر وائزر سے وہ این او سی لیتے ہیں، میرے خیال میں کسی بھی ٹیچر کیلئے یہ ایک اخلاقیات کا ٹائم ہوتا ہے کہ جب کوئی سٹوڈنٹ اس پہ ٹرسٹ کا اظہار نہیں کرتا اور اس سے این او سی مانگتا ہے تو اسے On the spot دے دینی چاہیے، اس کو سٹوڈنٹ کو زبردستی رکھنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ جناب سپیکر! میں ایسی فیمیل کو جانتی ہوں جس کا M. Phil leading to PhD جناب سپیکر! تین سال اس کے Expire ہو چکے ہیں، مطلب اس کو Further extension نہیں مل سکتی پی ایچ ڈی کیلئے، اس کی پی ایچ ڈی صرف اس وجہ سے خراب ہوئی کہ اس کا 'اولڈ' سپر وائزر اس کو این او سی نہیں دے رہا، ہم اسے زبردستی کوئی اور سٹوڈنٹ تو نہیں دے رہے بلکہ اس سے لے رہے ہیں۔ میں مزید اس پہ ڈسکشن یہاں نہیں کرنا چاہوں گی جناب سپیکر! کیا مسائل تھے اور کیا وجہ تھی لیکن یہ این او سی کی شرط جہاں بھی ہوتی ہے، ٹیچر تو ایک ایسا محکمہ ایک ایسا شعبہ ہے کہ وہاں پہ اخلاقیات کا بہت خیال رکھنا چاہیے جناب سپیکر! یہ ہمارے

ڈاکٹرز میں بھی ہوتا ہے، سٹوڈنٹ ٹیچرز میں بھی ہوتا ہے، ہر ڈیپارٹمنٹ میں ایسا ہوتا ہے لیکن این او سی کو ایک سٹوڈنٹ کو زبردستی ساتھ رکھنے کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے جناب سپیکر! اب اس فیمیل کا میں کیا کروں جناب سپیکر! جس کے تین سال خراب ہوگئے اور وہ پی ایچ ڈی سے رہ گئی، اب اس کا کیا کریں گے جناب سپیکر! صرف ایک این او سی کی وجہ سے ٹیچر نے این او سی کیوں نہیں دی، کوئی مجھے اس کا حل بتادیں جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی، مشتاق غنی صاحب۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: سپیکر صاحب! جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ اس کوئسچن کے اندر یہ ذکر نہیں تھا ورنہ ہم اس کی وضاحت لے لیتے لیکن میں ابھی اس کے بعد میڈم کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں، یہ مجھے ڈیٹیل دے دیں اس کی، ہمیں انکوائری کرنا پڑے گی کہ جو یہ بات کر رہی ہیں کہ وہ انہوں نے این او سی کیلئے کہا اور وہ تین سال بھی اس کے گزر گئے اور وہ این او سی بھی نہیں دے رہا، تو یہ ہم انکوائری کر کے ان شاءاللہ ہم اس مسئلے کا حل نکال دیں گے۔

جناب سپیکر: جی میڈم۔

محترمہ عظمیٰ خان: سر! یہ سب کے ساتھ ڈسکس ہو چکا ہے سر، یہ منسٹر صاحب کے ساتھ بھی ڈسکس ہو چکا ہے، سیکرٹری صاحب کے ساتھ بھی ڈسکس ہو چکا ہے، وی سی صاحب کے ساتھ بھی ڈسکس ہو چکا ہے، اس مسئلے کا کوئی حل نکلا ہی نہیں جناب سپیکر! ایک ہی فورم رہتا ہے ہمارے پاس۔

جناب سپیکر: اگر منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ انکوائری اس پہ کرتے ہیں تو ٹھیک ہے اس پہ انکوائری ہو جائے، ٹھیک ہے جی۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب! که د دوئ دا خبره کمیټۍ ته اولیږئ نو دیکښې خو څه خبره نشته دے۔

جناب سپیکر: نه نه، انکوائری باندې دغه ده، انکوائری باندېAgree ده۔

محترمہ عظمیٰ خان: سپیکر صاحب! که کمیټۍ ته لاړ شي نو دا به بهتر وي۔ سر! کمیٹی، سر! کمیٹی میں اس کو لے۔۔۔۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: کمیٹی میں ڈالنے پر میرا کوئی اعتراض نہیں ہے، صرف میں کہتا ہوں اس کا کوئی حل اگر نکل سکتا ہے تو ہم کل ہی اس کا حل نکال دیتے ہیں۔ کمیٹی میں جا کے تو یہ اور Linger on کرے گا، میں اس لئے کہہ رہا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ نے بات کی ہے، اس کا حل نکالا جائے۔

محترمہ عظمیٰ خان: سر! کمیٹی میں اس لئے بہتر ہے کہ اس کی این او سی میں کچھ، سر! اگر این او سی کی شرط میں کوئی Relaxation یا کچھ کرنا ہو تو کمیٹی کی طرف سے لیجسلیشن بھی آسکتی ہے، وہاں بیٹھ کے ہم اس پہ غور کرتے ہیں کہ اس طرح مسئلے اور سٹوڈنٹس کے لئے نہ بنیں جناب سپیکر۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر صاحب! اس کو اگر آپ کمیٹی میں بھیج دیں تو وہ اس کو صحیح طور سے دیکھ لیں گے، آپ کی مہربانی ہوگی اور اس ٹیچر کو بھی بلوا لیں اور اس سے بھی پوچھا جائے۔

جناب سپیکر: جی جی، مشتاق غنی صاحب۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: بیشک بھیج دیں جی، اگر یہ کمیٹی میں بھیجنا چاہتے ہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(تالیاں)

محترمہ عظمیٰ خان: تھینک یو سر! بہت شکریہ، بہت شکریہ۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the Question No. 1985, asked by the honourable Member, may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Question is referred to the concerned Committee.

کوئسچن نمبر 1986، 1985 ہو گیا، 1986، میڈم عظمیٰ خان۔

* 1986 _ محترمہ عظمیٰ خان: کیا وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پشاور یونیورسٹی میں ڈائریکٹر کی آسامی کیلئے قانون موجود ہے جس کے تحت ڈائریکٹر کی تعیناتی کی جاتی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) مذکورہ قانون میں ڈائریکٹر کی تعیناتی کا طریقہ کار کیا ہے؛

(ii) آیا پروفیسر ڈاکٹر سرفراز کی بحیثیت ڈائریکٹر تعیناتی شفاف طریقہ کار سے ہوئی ہے، اخباری اشتہار کی کاپی اور مکمل تفصیل فراہم کی جائے؛

(iii) آیا ڈائریکٹر کیلئے اشتہار چار سال کیلئے دیا گیا ہے جبکہ مذکورہ ڈائریکٹر فروری 2009 سے اب تک ڈائریکٹر ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب مشتاق احمد غنی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): (الف) جی ہاں۔

(ب)۔(i) پشاور یونیورسٹی ایکٹ 2011 کے پہلے Statutes کے سیکشن (2)3 میں ڈائریکٹر کی تعیناتی کا طریقہ کار یہ ہے کہ وائس چانسلر، پشاور یونیورسٹی متعلقہ شعبہ کے تین سینیئر اور ایسوسی ایٹ پروفیسرز میں سے کسی ایک امیدوار کی سفارش سینڈیکیٹ کو کرے گا اور سینڈیکیٹ پشاور یونیورسٹی اس امیدوار کو متعلقہ شعبہ میں تین سال کیلئے بطور ڈائریکٹر تعینات کرے گا۔ یہاں پر یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ یہ طریقہ کار پشاور یونیورسٹی کے تدریسی شعبہ جات یا انسٹی ٹیوٹس کیلئے ہے۔

(ii) پروفیسر ڈاکٹر سرفراز ایریا سٹڈی سنٹر کے ڈائریکٹر ہیں اور ایریا سٹڈی سنٹر فیڈرل ایکٹ نمبر XLV,1975 کے تحت بنا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر سرفراز کی بحیثیت ڈائریکٹر تعیناتی فیڈرل حکومت (وزارت تعلیم حکومت پاکستان) نے کی ہے۔ متعلقہ قانون ابھی تک نافذ العمل ہے، تفصیل مرکزی حکومت (وزارت اعلیٰ تعلیم، تربیت اور معیار حکومت پاکستان) ہی فراہم کر سکتی ہے۔

محترمہ عظمیٰ خان: شکریہ مسٹر سپیکر۔ جناب سپیکر! میں نے کوسچن کیا تھا کہ ایریا سٹڈی سنٹر میں ڈائریکٹر کی آسامی پر تعیناتی ہوئی ہے، کیا یہ رولز کے مطابق ہوئی ہے؟ جناب سپیکر! ایک تو Answer کے پارٹ سیکنڈ میں غلط بیانی کی گئی ہے کہ اس میں لکھا گیا ہے کہ ڈائریکٹر کی تعیناتی جو ہے وہ ایریا سٹڈی سنٹر فیڈرل ایکٹ کے تحت بنا ہے، بنا ہے لیکن جناب سپیکر! June 4th کو کورٹ میں کیس ہوا تھا اور اس میں جناب سپیکر! کیس جیتا اور یہ صوبوں کو حوالے کر دیا گیا تھا لیکن کوسچن میں ابھی بھی لکھا ہے کہ آپ تفصیلات مرکز سے لے سکتے ہیں لیکن یہ مرکز کے پاس نہیں ہے، جناب سپیکر! یہ صوبوں کے پاس ہے اب۔ پہلے ایک پوائنٹ کلیئر۔ جناب سپیکر! ڈائریکٹر کی تعیناتی جو ہوتی ہے، وہ تین سال کا Tenure ہوتا ہے اور جس ڈائریکٹر کو تعینات کیا گیا ہے، یہ لیٹر میرے پاس پڑا ہے جناب سپیکر! ایچ ای سی سے لیٹر ہوا ہے۔ 03-01-

2014 کو، ڈی سی کو لیٹر کیا گیا تھا کہ اس ڈائریکٹر کا آپ Removal کر دیں اور اس پوسٹ کو دوبارہ ایڈورٹائز ڈ کیا گیا ہے جناب سپیکر! کہ اس پر نئی تعیناتی کر دیں لیکن Still، 2009 سے 2014 تک وہی ڈائریکٹر ہے۔ جناب سپیکر! رولز کو Follow نہیں کیا گیا، مجھے نہیں پتہ کہ یہ ڈائریکٹر کی تعیناتی، جب ایچ ای سی بار بار لیٹر کر رہا ہے تو وی سی اس پہ ایکشن کیوں نہیں لے رہا؟

جناب سپیکر: مشتاق صاحب۔

محترمہ عظمیٰ خان: لیٹرز میرے پاس موجود ہیں سارے۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: جناب سپیکر! اس میں ایسا ہوا کہ یہ جو ایریا سٹڈی سنٹر ہے، یہ اٹھارہویں امنڈمنٹ کے بعد صوبوں کے حوالے ہو گیا تھا لیکن مرکز سے ایک لیٹر آیا کہ جس میں پشاور یونیورسٹی کو لیٹر لکھ دیا گیا جبکہ Devolution کے تحت یہ صوبائی گورنمنٹ کے Under آنا چاہیے تھا۔ اس پہ پھر Litigation ہوئی، عدالت میں کیس بھی گیا اور اس کے بعد پھر کیبنٹ میں عدالت کے فیصلے کے بعد یہ آیا تھا 2nd August 2011 میں اور اس میں انہوں نے کہا تھا کہ اس کیلئے لیجسلیشن اب پراونشل اسمبلی جو ہے، وہ کرے اور اس کو پراونشل گورنمنٹ کے نیچے آنا چاہیے۔ ان کی بات صحیح ہے کہ اس میں بہت زیادہ Delay ہوا ہے اور یہ کام ماضی میں Prompt طریقے سے نہیں ہوئے اور پھر اس میں لیجسلیشن بہت ساری Involve رہی ہے، تو اگر یہ اس کو مزید Probe کرنے کیلئے کہتی ہیں تو ہم اس کیلئے بھی تیار ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اس میں جلدی ہم لیجسلیشن کریں گے اور اس کو ہم جو ہیں، جب تک یہ جو جواز دیا گیا ہے، جب تک ہماری لیجسلیشن نہیں ہوتی، یہ فیڈرل لیجسلیشن کے تحت بیٹھا ہوا ہے اور وہی ایکٹ جو ہے وہ ابھی تک چل رہا ہے۔ جب ہماری لیجسلیشن ہو جائے گی، اس کے بعد پھر ہم ان کو ہٹا بھی سکتے ہیں اور جو بھی ان کے بارے میں فیصلہ ہو، پراونشل گورنمنٹ کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی میڈم۔

محترمہ عظمیٰ خان: جو لیجسلیشن وغیرہ کرنی ہو، وہ تو بعد کی بات ہے اور ہونی بھی چاہیے یقیناً لیکن جناب سپیکر! بار بار ایچ ای سی سے لیٹرز آرہے ہیں ڈائریکٹر کی Removal کیلئے، اس پہ ایکشن، وہ تو کسی لیجسلیشن کا محتاج نہیں ہے۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: جناب سپیکر! کمیٹی میں ڈال دیں، بالکل سر۔

جناب سپیکر: جی جی۔ کمیٹی؟ جی جی۔

محترمہ عظمیٰ خان: تھینک یو سر، بہت شکریہ سر، تھینک یو سر۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the Question. No. 1986, asked by the honourable Member, may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Question is referred to the concerned Committee. Question. No. 2002, Sardar Aurangzeb Nalotha Sahib.

* 2002 _ سردار اورنگزیب نلوٹھا: کیا وزیر توانائی و برقیات ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبہ خیبر پختونخوا میں بجلی کی کمی دور کرنے کیلئے حکومت چھوٹے ڈیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت کے زیر غور چھوٹے ڈیم کن کن مقامات پر ہیں اور کتنی تعداد میں ہیں، سب کی تفصیل بمعہ مقام فراہم کی جائے؟

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): (الف) جی ہاں۔

(ب) صوبائی حکومت 356 چھوٹے پن بجلی گھروں (جن کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)، کے ساتھ ساتھ درمیانی درجے (Medium size) کے آٹھ منصوبوں پر کام شروع کیا گیا ہے جو کہ منصوبہ بندی کے مختلف مراحل میں ہیں، تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ رانولیا پن بجلی گھر کوہستان لوئر۔ 17 میگاواٹ	(To be completed by December 2014)
2۔ مچھئی کینال پن بجلی گھر مردان۔ 26 میگاواٹ	(To be completed by December 2014)
3۔ درال خوڑ پن بجلی گھر سوات۔ 36 میگاواٹ	(To be completed by December 2015)
4۔ مٹلتان گورکن پن بجلی گھر سوات۔ 84 میگاواٹ	(Tendering Stage)
5۔ لاوی پن بجلی گھر چترال۔ 69 میگاواٹ	(Tendering Stage)

6۔ جبوڑی پن بجلی گھر مانسہرہ۔10 میگاواٹ (Tendering Completed)

7۔ کوٹو پن بجلی گھر دیر لوئر۔40 میگاواٹ (Tendering Stage)

8۔ کروڑہ پن بجلی گھر شانگلہ۔12 میگاواٹ (Tendering Completed)

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ میں نے سوال پوچھا تھا کہ حکومت کے زیر غور چھوٹے ڈیم کن کن مقامات پر ہیں اور کتنی تعداد میں ہیں، سب کی تفصیل فراہم کی جائے؟ تو جناب سپیکر صاحب! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں منسٹر صاحب سے کہ جو صوبائی حکومت تین سو چھپن (356) چھوٹے پن بجلی گھروں کی تعمیر کر رہی ہے، یہ جو آٹھ ڈیمز کی تفصیل دی گئی ہے، کیا یہ آٹھ ڈیمز ان تین سو چھپن ڈیمز میں سے ہیں، ایک۔ اور دوسرا میرا کوئسچن یہ ہے کہ یہ تین سو چھپن جو چھوٹے پن بجلی گھر ہیں، یہ حکومت کب تک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اور تیسرا میرا کوئسچن یہ ہے کہ کیا ان تین سو چھپن ڈیمز جو حکومت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، ان میں تمام ممبران اسمبلی کی رائے شامل کی جائے گی یا کس طریقے سے ان کو بنایا جائے گا؟

جناب سپیکر: عاطف خان۔ عاطف خان! ہاں جعفر شاہ صاحب، سپلیمنٹری۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو، تھینک یو جناب سپیکر صاحب۔ دې باندې مخکښې ورځو نه هم په دې سیرحاصل بحث شوے وو او دوئ پکښې نن بیا لیکلی دی مټلتان، گورکین، کالام بجلی گھر Included، زما منسټر صاحب نه دا ریکویسټ دے چې دوئ د دې وضاحت اوکړی چې هغه د فیډرل گورنمنټ سره مونږ ریزولیوشن هم منظور کړے وو دې هاؤس Unanimous چې هغه په کوم سټیج کښې هغه خبره روانه ده، د مټلتان پراجیکټ په حوالې سره۔ مهربانی۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب، نلوٹھا صاحب! آپ نے، عاطف خان تو ابھی پہنچا ہے، بہر حال وہ تو آپ کا جواب بھی دے دے گا لیکن اگر پھر کوئی بات ہو تو آپ پھر بات کر لیں گے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: جی، سردار حسین صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریه سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! موجوده حکومت اعلان هم کړے دے او وعده ئے هم کړې ده چې په صوبه کښې به نوی تین سو چھپن

ډیمونه جوړؤ، که وزیر صاحب دا خبره اوکړی چې دا تین سو چھپن ټوټل ډیمونه چې جوړیږی، د دې نه به څومره میګاواټ بجلی پیدا کیږی؟ نو ډیره زیاته مهربانی به وی۔
مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب۔
جناب سپیکر: جی عاطف خان، عاطف خان! بس مفتی صاحب! بس درې اوشو، دریو نه سیوا نه کیږی سپلیمنټری بس، دې نه پس به خبره اوکړې بس۔
مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب! زه صرف دا وایم چې یو ډیم پکښې شامل کړئ هنګو کښې۔
جناب سپیکر: مفتی جانان صاحب وائی چې یو ډیم پکښې شامل کړه هنګو کښې جی۔
وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: ښه جی، یو خو ډیره مهربانی سپیکر صاحب۔ پہلے تو مجھے، میں کیبنٹ میٹنگ میں تھا اور مجھے دو بجے بتایا گیا ہے کہ آج کوئسچنز ہیں۔ آج صبح بھی میں نے پوچھا کہ جی اسمبلی میں کوئی کوئسچنز ہیں، تو مجھے بتایا گیا کہ نہیں جی ہمارے آج کوئی کوئسچنز نہیں ہیں، آج دو بجے مجھے پتہ چلا ہے۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: ہاں یس، Basically یہ وہ گزشتہ دن والے کوئسچنز ہیں، پھر اس کو ہم نے چونکہ سارے معزز اراکین جانا چاہتے تھے علاقے کو تو ہم نے اجلاس وہ کیا اور پینڈنگ رکھے ہیں آج کیلئے، ہم نے وہ پرانا والا ایجنڈا آج رکھا ہے۔
وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: ٹھیک ہے لیکن مجھے پتہ نہیں تھا کہ آج ہیں تو اس وجہ سے میں تو تیاری کر کے نہیں آیا تھا، میں تو کیبنٹ میٹنگ میں تھا، میں وہاں سے نکلا ہوں کیبنٹ میٹنگ میں تو ابھی مجھے یہ سوالات پکڑا دیئے گئے ہیں کہ جی آج سوالات ہیں لیکن بہرحال جو انہوں نے تین سو چھپن کی بات کی ڈیمز کی، یہ تین سو چھپن ڈیمز نہیں ہیں Basically, technically یہ ڈیمز نہیں ہیں، یہ Run of the river پہ بنتے ہیں جو کہ اسی جگہ پلانٹ لگا کر اس سے جنریشن کی جاتی ہے اور یہ ٹوٹل اس کی تقریباً پینتیس (35) میگاواٹ کے قریب ہے جو یہ تین سو چھپن ہیں، ان سے تقریباً کوئی پینتیس میگاواٹ بنے گی

لیکن اس کی جو اچھی بات ہے، ایک تو نمبر ون اس کی Overall cost کم ہے جو Per Megawatt باقی ہیں وہ مہنگے بنتے ہیں، چھوٹے جو ہیں ان کی Cost کم ہے اور دوسری بات یہ کہ اس پہ First priority ہم ان جگہوں کو دیں گے جو نیشنل گرڈ سے Attached نہ ہوں، نیشنل گرڈ سے۔۔۔۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب! دا مې وئیل چې دا ډیمونه دی که نه؟

جناب سپیکر: توجہ کریں جی۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: اگر سوال کیا ہے تو پوچھ لیں ورنہ پھر میں بیٹھ جاتا ہوں، اگر نہیں سنتا تو۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: میرا سوال بھی ہے جی۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: اچھا تو وہ بھی پھر سن لیں، پھر وہ پوچھیں گے اگلی دفعہ، یہ ٹوٹل ہے۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر! ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ ڈیم ہیں کہ خالی پاور پراجیکٹس ہیں۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: یہ پاور پراجیکٹس ہیں، اس سے بجلی بنتی ہے لیکن Technically, technically تو ڈیم اس کو کہتے ہیں کہ جو ایک جگہ پہ پانی سٹور کرکے اس کو کہتے ہیں، یہ Run of the river پہ یہ لگتا ہے، تو Technically اس کو ڈیم نہیں پاور جنریشن پلانٹ ہیں لیکن ڈیم نہیں ہیں۔ یہ جی ایک یہ ہے اور دوسری اس کی پینتیس میگاواٹ ہے اور تیسری بات اس کی خاص یہ ہے کہ یہ ان جگہوں پہ لگیں گے جہاں پہ یہ، جی ایک یہ ہے اور دوسرا اس کا پینتیس میگاواٹ ہے اور تیسری بات اس کی خاص یہ ہے کہ یہ ان جگہوں پہ لگیں گے جہاں پہ First priority یہ ہوگی جو نیشنل گرڈ سے Attach نہ ہوں تو ان لوگوں کو جہاں پہ بجلی نہیں ہے یا اگر بجلی ہے بھی لیکن تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے، پورے چوبیس گھنٹے میں دو گھنٹے بجلی آتی یا اگر پوری اس کی Coverage نہیں ہوتی تو یہ ان جگہوں کیلئے ہے اور یہ بناتے ہی کمیونٹی کے حوالے کردیں گے، پھر اس کی Running cost کچھ نہیں، ہماری حکومت کوئی خرچہ ان سے نہیں لے گی، جو بھی ہوگا وہ کمیونٹی خود برداشت کرے گی اور وہ خود ہی اگر ایک روپے ہے یا دو روپے ہے جو Maintenance cost ہے، حکومت ان سے کوئی بل یا کوئی پیسہ نہیں لے گی۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر: جی نلوٹھا صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر! جناب عاطف صاحب نے میرے کوئسچن پہ توجہ نہیں دی۔ ایک میں نے یہ پوچھا تھا کہ یہ جو پن بجلی گھر، تین سو چھپن چھوٹے پن بجلی گھر حکومت تعمیر کر رہی ہے اور یہ جو آٹھ پن بجلی گھروں کی تفصیل دی گئی ہے، کیا یہ تین سو چھپن میں سے ہیں؟ ایک کوئسچن میں نے یہ کیا تھا اور دوسرا میں نے ان سے یہ پوچھا تھا کہ یہ تین سو چھپن جو پن بجلی گھر ہیں، کب تک حکومت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ دو اور تیسرا میں نے کوئسچن یہ کیا تھا کہ یہ جو پن بجلی گھر، تین سو چھپن پن بجلی گھر صوبائی حکومت بنا رہی ہے تو کیا اس میں ممبران اسمبلی سے بھی رائے لی جائے گی یا ان کی مشاورت سے کئے جائیں گے یا حکومت کوئی اپنے طور پر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ میں نے یہ تین کوئسچنز کئے تھے، آپ نے اس کا مجھے جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، عاطف خان۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: یہ تو مجھے آپ کی وہ والی بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، کونسے تین سو چھپن میں ہیں یا نہیں؟ یہ جو لسٹ ہے، یہ تین سو چھپن میں ہے یا نہیں؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: یہ جو آٹھ ڈیموں کا لکھا ہے۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: نہیں نہیں، یہ اس میں نہیں ہیں، یہ اس میں نہیں، وہ سارے اس کو Mini and Micro power plants کہتے ہیں، وہ بالکل چھوٹے چھوٹے ہیں، اس کو تو میڈیم سائز کہتے ہیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: اس میں کتنے میگاواٹ بجلی بنے گی؟ یہ بتادیں آپ۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: ٹوٹل تین سو چھپن میں سے پینتیس میگاواٹ بجلی بنے گی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: ہاں۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: تو اس کو Mini and Micro Power Plants کہتے ہیں، یہ تو سمال اور میڈیم میں آتے ہیں، یہ تو Relatively بڑے ہیں، 17 میگاواٹ، 80 میگاواٹ، یہ تو Relatively بڑے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ جو آپ کا دوسرا سوال تھا کہ کب کمپلیٹ ہونگے، یہ چھ مہینے سے لے کر اٹھارہ مہینے تک، چھ مہینے میں جو بہت چھوٹے ہیں، پھر اس سے جو بڑے ہیں، وہ بارہ مہینے ہیں، پھر اس سے جو بڑے

ہیں، وہ بارہ مہینے تک اٹھارہ مہینے تک اس کا Estimated time period ہے تو اس میں ان شاءاللہ کمپلیٹ ہو جائیں گے۔ تیسرا؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: اور ممبران اسمبلی سے بھی آپ اس میں رائے لیں گے؟

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: یہ تو ڈیپارٹمنٹ نے خود فیزیبلٹی کے حساب سے، دیکھیں اگر آپ کے اس میں کوئی، اور ایسی جگہ جو فیزیبل ہو تو وہ آپ ہمیں Identify کریں، بالکل اس میں Add کر سکتے ہیں یا نئے پراجیکٹ کے طور پر کر سکتے ہیں لیکن یہ ڈیپارٹمنٹ نے خود فیزیبلٹی دیکھی ہے کہ کہاں پر ایسی فیزیبل جگہ ہو کہ جہاں پر بالکل قریب اسکی آبادی بھی ہو اور وہاں پر پاور جنریشن پلانٹ لگایا جاسکے اور اس گاؤں کو آسانی سے بجلی فراہم کی جاسکے۔

جناب سپیکر: سلیم خان، سلیم خان۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں، سجیکوٹ ایک جگہ ہے اور ایک رجوعیہ، تو وہاں پر اگر آپ۔۔۔۔۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: نلوٹھا صاحب! آپ ان کو دے دیں، اس کو دیکھ لیں گے، اگر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو آپ اس کو اس کے ساتھ ڈسکس کریں، سلیم خان بات کرنا چاہتے ہیں۔ سلیم خان۔

جناب سلیم خان: میرا منسٹر صاحب سے کوئسچن یہی ہے اسی سوال کے حوالے سے یہاں پہ جو آٹھ پن بجلی گھروں کا تفصیل دیا گیا ہے، اسی میں سے ایک پن بجلی گھر میرے حلقے لاری پن بجلی گھر، لاری پاور پراجیکٹ چترال، سر! کافی عرصہ سے یہ پراجیکٹ Okayed ہے اور چل گیا ہے، ایک تو اس کی ٹینڈرنگ کب ہو گی، یہ مجھے پتا کرنا تھا اور سیکنڈ یہ کب تک کمپلیٹ ہو گا؟

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: یہ لاری اور مٹلتان دونوں کو تقریباً ایک جیسا مسئلہ ہے، اس میں ایک مسئلہ نہیں، اس میں دو مسئلے ہیں۔ ایک تو نمبر ون یہ عدالت میں ہے اور کورٹ میں اس کا مسئلہ چل رہا ہے اور دوسرا جو سنٹر کی طرف سے پچھلے دنوں ہم نے یہاں سے ایک قرارداد بھی منظور کی تھی، یہ اسی کا ہے وہ یہی دو ہیں جو کہ انہوں نے اعتراض لگایا تھا کہ جس کی Cost زیادہ ہے، انہوں نے ڈیفر کر دیا تھا فیڈرل گورنمنٹ نے، حالانکہ پیسے ہمارے سارے اپنے صوبائی گورنمنٹ کے ہیں لیکن انہوں نے ڈیفر کر دیا تھا تو

ہم اس کو Takeup کر رہے ہیں بلکہ چیف منسٹر صاحب نے ابھی اعلان کیا ہے کہ جو جو ہمارے مسئلے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ، اس پہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ سپریم کورٹ میں جائیں گے، جو جو صوبے کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں، وہ ہم سپریم کورٹ میں وہ چیزیں اٹھائیں گے تو اگر یہ مسئلہ بھی ہم دیکھیں گے، صلاح مشورہ کر لیں گے کہ اگر اس کو ہم اٹھا سکتے ہیں تو اس کو بھی اسی سپریم کورٹ میں ہم جو جا رہے ہیں مسئلوں کے خلاف۔

جناب سپیکر: نلوٹھا صاحب! ہو گیا ہے جی، ٹھیک ہے۔ Next آپ کا کوئسچن نمبر 2003، سردار اورنگزیب نلوٹھا۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ میں نے یہ کوئسچن کیا تھا کہ 2000 سے 2008 سے تاحال پی کے 47 میں پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز تعمیر کئے گئے ہیں اور ان کی ایس این ای کے حوالے سے میں نے پوچھا تھا تو جناب سپیکر صاحب! میں نے ایک دفعہ اسمبلی میں یہ بات کی تھی کہ پچھلے دور میں میرے حلقے میں چالیس پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول پانچ سالوں میں بنے ہیں تو کسی میرے دوست نے یہ میرے اس بات کی نفی کی تھی تو آج وہ ثبوت آ گیا ہے۔ اس وقت بھی میں اپوزیشن میں تھا۔ پینتالیس سکولز یہاں پہ بتائے گئے ہیں تو جناب سپیکر صاحب! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ تیرہ سکولوں کیلئے سٹاف کی منظوری ہو چکی ہے اور چار سکولوں کی ایس این ای محکمہ خزانہ کو منظوری کیلئے بھیجی گئی ہے، دو سکول ایس این ای محکمہ خزانہ نے اعتراض لگا کر واپس کر دی ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تیرہ اور چار، سترہ سکولوں کا تو ذکر کیا گیا ہے لیکن جو باقی بائیس سکولز ہیں، اس کی ایس این ای کے حوالے سے کوئی جواب نہیں دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، عاطف خان۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: یہ پچھلی دفعہ بھی میرے خیال میں اس دن شاید سردار صاحب موجود تھے یا نہیں تھے تو ڈیٹیل ایس این ایز کے بارے میں، میں نے ڈیٹیل ایک بات کی تھی یہاں پہ کہ یہ پرابلم تھا کہ سکول بن جاتے تھے اور اس کی ایس این ایز ایشو نہیں ہوتی تھیں اور اس پراسیس کو ہم نے تیز کر لیا، کافی یہ بھی میں نے ڈیٹیل بتائی تھی کہ پچھلے ایک سال میں 247 ایس این ایز نئے سکولوں کی ایشو ہوئی تھیں

اوراس سال چار مہینے میں 280 ہیں یا 284 ہیں، کے قریب ان کو ہم نے ایشو کر دیا ہے تو پراسیس ہم نے تیز کر دیا ہے اور پھر دوسرے نمبر پر پہلے 100% کمپلیشن پہ ایس این ای ایشو ہوتی تھی، ابھی 75% بلڈنگ کمپلیٹ ہونے پر بھی ایس این ای ایشو ہو جاتی ہے، تو یہ دو کام ہم نے کئے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جو آپ کے مسئلے ہیں سکولوں کے، جواب ایس این ای کی وجہ سے، تو ان شاء اللہ جلدی حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، نلوٹھا صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جب میں منسٹر صاحب کی یقین دہانی کے اوپر دیکھ لیتا ہوں، مہربانی کر کے مجھے یہ ٹائم بتادیں کہ کتنے عرصے میں یہ ایس این ایز جو ہیں Approve ہو جائیں گی، سٹاف سکولوں میں پہنچ جائے گا، مجھے ٹائم فریم بتادیں؟

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: میں نے شاید آپ کو بتایا کہ ٹائم فریم تو Exactly آپ کے سکول کا دیکھیں گے کہ اس میں مسئلہ کیا ہے کیونکہ Exactly جس سکول کی آپ بات کر رہے ہیں، اس کا Exactly مجھے پتہ نہیں ہے۔ ابھی میں یہاں پہ ویسے کوئی بات کر دوں لیکن میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جیسے میں نے کہا کہ پچھلے سال، پورے سال میں 247 ہوئی تھیں اور اس سال صرف چار مہینے میں 284 ہو گئی ہیں تو اتنا Speed up ہو گیا ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ اگر Specifically کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتادیں، اس کو دیکھ کر اس کو جلدی سے حل کروا دیں گے۔ جس میں اگر کوئی، کسی میں ایسا ہوتا ہے، کوئی عدالت سے یا واپڈا کی طرف سے کوئی پرابلم ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نلوٹھا صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: ہم کر رہے ہیں لیکن میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈیڑھ سال ہو گیا ہے آپ کی حکومت کا اور ابھی تک ہائی سکولوں میں ایس این ای نہیں ہے، سٹاف نہیں ہے تو وہ سکول کیا تباہ نہیں ہو رہے ہیں اور جو آپ کی ایمرجنسی تھی، (ایمرجنسی) کا نفاذ آپ نے کیا تھا، وہ کہاں گیا ہے؟ جب سکولوں میں سٹاف نہیں ہو گا، جب سکول سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے ایک سال میں جناب سپیکر صاحب! بلڈنگ ختم ہو جاتی ہے، تباہ ہو جاتی ہے تو ان بلڈنگز کا کیا ہو گا، پھر دوبارہ ان کے اوپر Repairing کیلئے حکومت پیسے دے گی؟

راجہ فیصل زمان: سر! میں اس میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی۔

راجہ فیصل زمان: سر! اس میں سب سے بہتر Suggestion یہ ہے کہ وہاں کا ڈی او (میل) اور ڈی او (فیمیل) لسٹ تیار کریں اور دیکھیں وہاں Deficiency کیا ہے؟ میرا فنانس سے خود رابطہ ہوا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کیس اگر صحیح آئے تو ہم کبھی اسے Reject نہیں کرتے، یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے Deficiencies ہوتی ہیں جس وجہ سے ہم اسے Reject کر دیتے ہیں، لہذا Reject کرنے میں چھ مہینے لگ جاتے ہیں، لہذا اگر ہمارے ٹیبل پہ چیز ہو تو ہم اس کیس کو اسی وقت ہی کرنے کیلئے تیار ہیں لیکن ہم سات دن سے زیادہ اس کیس کو نہیں رکھ سکتے۔ آپ اپنے ڈی ای اوز میل اور فیمیل کو پابند کریں سارے ڈسٹرکٹس میں، جہاں جہاں سکولز موجود ہیں اور وہ نہیں کھول رہے، ان کو ذمہ وار ٹھہرائیں، وہاں پہ اس نے سینکشن کیوں نہیں ہو رہی اور خصوصی طور پر صوابی کا خیال رکھیئے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، عاطف خان۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: ان کو میں ایک یقین دہانی یہ دلا دیتا ہوں کہ بات ان کی ٹھیک ہے کہ بہت بڑا محکمہ ہے تو اس پر اثرات اس حساب سے نہیں آتے لیکن اپنی طرف سے جو ہم کوشش کر رہے ہیں، میں نے سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں بھی کہا تھا کہ 1683 اس وقت تک یہ ایک سال میں ہم نے ڈسپلنری ایکشنز لئے ہیں ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کے خلاف، اس میں سے Terminations بھی ہیں، اس میں Stoppage of salary بھی ہے اور 19 گریڈ کے افسروں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، یہاں تک کہ ڈائریکٹر کو پانچ ایشو ہو چکے ہیں، Explanations ایشو ہو چکے ہیں، مطلب ہے اپنی طرف سے کوشش کر رہے ہیں کہ جتنے ڈسپلنری ایکشنز لے سکتے ہیں لیکن بہر حال مسئلے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ مسئلے حل ہو گئے ہیں لیکن مسئلے ہیں اور اس پہ کوشش کر رہے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ کہ جتنی جلدی ہو سکے جلدی سے جلدی حل ہو سکتے ہیں۔

غیر نشاندار سوالات اور انکے جوابات

2078 _ مفتی مولانا فضل غفور: کیا وزیر صنعت و حرفت بتائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ مالی سال 14-2013 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سکیم نمبر 705 میں Establishment of Marble City of Buner شامل تھی؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ حکومت کی ترجیحات میں صنعت کی ترقی میں شامل ہونے کے ناطے صوبے بھر میں بونیر اکثریتی ماربل پیداواری علاقے کا حق رکھتا ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو مذکورہ سکیم کو کیوں ڈراپ کیا گیا ہے، تفصیل فراہم کی جائے، نیز بونیر میں ماربل صنعت کے فروغ کیلئے حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب عبدالمنعم (مشیر صعنت و حرفت): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) صوبائی حکومت نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 14-2013 میں Establishment of Marble City at Buner کیلئے 300 ملین مختص کئے تھے۔ اس سلسلے میں مورخہ 22-05-2014 کو سینیئر وزیر خزانہ جناب سراج الحق صاحب کی سربراہی میں سرحد ترقیاتی ادارے کو کہا گیا کہ سب سے پہلے Feasibility study بنائی جائے، اس کے بعد زمین کی خریداری کی جائے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام 15-2014 میں Feasibility study کیلئے مختص کئے ہیں، سرحد ترقیاتی ادارے نے اس زمرے میں PC-11 بنالیا ہے جو کہ جلد ہی متعلقہ اداروں سے منظور کر لیا جائے گا۔ بعد از اثنا اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

2079 _ مولانا مفتی فضل غفور: کیا وزیر اوقاف، حج، مذہبی امور ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام کافی تعداد میں خطباء کرام اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں؛

(ب) آیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ پہلے بعض خطباء کرام کو ملازمت سے فارغ کیا گیا ہے؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ بعض مقامات پر پہلے ہی سے خطباء کرام کی خالی آسامیاں موجود ہیں؛

(د) اگر جز(الف)تا(ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو صوبہ بھر میں خطباء کرام کی فہرست، خالی آسامیوں کی تعداد و نشاندہی/جگہ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے، نیز جن خطباء کرام کو ملازمت سے فارغ کیا گیا،اس کی وجوہات بھی بتائی جائیں؟

جناب حبیب الرحمان(وزیر اوقاف): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی نہیں، صرف چھ مہینوں کیلئے عارضی طور پر بھرتی کئے گئے خدام کو محکمہ نے مالی حالت کو مد نظر رکھ کر فارغ کئے گئے ہیں۔

(ج) جی ہاں، بعض مقامات پر پہلے ہی سے خطباء کرام کی خالی آسامیاں موجود ہیں جن کی تقرری کیلئے باقاعدہ اشتہار جاری کیا گیا ہے۔ جھنڈا"الف"پر تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی ہے

(د) صوبہ بھر میں خطباء کرام کی فہرست جھنڈا"ب" آسامیوں کی تعداد و جگہ کی مکمل تفصیل جھنڈا"ج" پر ملاحظ ہو۔ مزید یہ کہ ان میں صرف تین خطباء کرام اور باقی خدام جن کا ملازمت بالکل عارضی برائے عرصہ چھ مہینے کیلئے تھا محکمہ کی مالی وسائل کمزور ہونے کی بناء پر ان کو ماہانہ وظیفہ/عارضی ملازمت سے فی الحال فارغ کیا گیااور کسی مستقل/ریگولر ملازم کو فارغ نہیں کیا گیا ہے۔ (جھنڈا"الف" جھنڈا"ب"اور جھنڈا"ج" پر تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی ہے)۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: اوکے جی۔ یہ چھٹی کی درخواستیں ہیں۔ یہ 14 تاریخ کی بھی ہم نے منظوری نہیں لی تھی تو 14 تاریخ کی پہلے منظوری لیتے ہیں پھر اس کے بعد 17 تاریخ کی۔ جناب سردار فرید احمد خان صاحب،ایم پی اے 14-11-2014، جناب محمد شیراز خان، ایم پی اے 14-11-2014، جناب ڈاکٹر حیدر علی صاحب، ایم پی اے 14-11-2014، محترمہ نادیہ شیر صاحبہ، پارلیمانی سیکرٹری 14-11-2014، جناب صالح محمد خان صاحب، ایم پی اے 14-11-2014، جناب ملک ریاض خان، ایم پی اے 14-11-2014، جناب راجہ فیصل زمان صاحب 14-11-2014، جناب مفتی فضل غفور صاحب، ایم پی اے 14-11-2014، جناب وجیہہ الزمان صاحب، ایم پی اے 14-11-2014، جناب عبدالمنعم صاحب، ایم پی اے- 14-11-2014، جناب ڈاکٹر امجد صاحب 14-11-2014، منظور ہیں جی؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: 17 تاریخ کی، آج کی: جناب عبدالستار خان صاحب، ایم پی اے 2014-11-17 تا 19-11-2014، جناب شکیل احمد صاحب ایڈوائزر ٹو چیف منسٹر 2014-11-17، محترمہ نادیہ شیر صاحبہ، پارلیمانی سیکرٹری 2014-11-17، میاں ضیاءالرحمان صاحب، ایم پی اے 2014-11-17، محترمہ دینا ناز صاحبہ 2014-11-17، جناب صالح محمد صاحب، ایم پی اے 2014-11-17، جناب ملک ریاض صاحب، ایم پی اے 2014-11-17 اور 2014-11-18، جناب جمشید خان صاحب، ایم پی اے 2014-11-17، جناب ابرار حسین صاحب، ایم پی اے 2014-11-17، جناب محب اللہ صاحب 2014-11-17، منظور ہے جی؟ جناب سعید گل صاحب، ایم پی اے 2014-11-17، جناب فضل حکیم صاحب، ایم پی اے 17-11-2014، اچھا جی، جناب سردار ظہور صاحب، ایم پی اے 2014-11-17، محترمہ فوزیہ بی بی 17-11-2014 اور 2014-11-18، محترمہ نرگس، ایم پی اے 2014-11-17 اور 2014-11-18، ہاں بالکل اس پہ سوچنا چاہیئے، یہ بہت زیادہ ہیں۔ اچھا منظور ہے جی؟

اراکین: ډیر زیات دی جی۔

جناب سپیکر: نہیں، اگر آپ نہیں دینا چاہتے، پھر ہاتھ میں اٹھواؤں گا اور پھر وہ میں اس کو کینسل کراؤں گا، پھر غیر حاضری ان کی لگائیں گے۔ جی جی، منظور ہے جی؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: هغه مو پنډنګ ساتلی دی، هغه به د رته بله ورځ را ولو، بله ورځ به ئے را ولو۔ زه به بله ورځ ایجنډا باندې را ولم ان شاء اللہ۔

تحاریک التواء

Mr. Speaker: Dr. Haidar Ali Khan, MPA and Syed Jafar Shah Sahib, MPA, to please move their joint adjournment motion No. 104 in the House, one by one.

لاء منسټر به Respond کړی کنه، لاء منسٹر صاحب! آپ اس کو Respond کر لیں گے پھر۔ جی، ڈاکٹر حیدر علی۔

ڈاکٹر حیدر علی: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ایوان کی کارروائی روک کراس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی اجازت دی جائے، یہ کہ یونیورسٹی آف سوات جو کہ بہت عرصہ بعد مقامی لوگوں کے مطالبے پر قائم کی گئی تھی لیکن یونیورسٹی مینجمنٹ کی نااہلی، سٹاف بھرتی میں اقرباء پروری اور کرپشن کی روزانہ شکایات یونیورسٹی ایکٹ کے تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے روز بروز بدتر حالت میں جاری ہے جو کہ ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے، لہذا اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: مہربانی جناب سپیکر صاحب۔ایوان کی کارروائی روک کراس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی اجازت دی جائے، یہ کہ یونیورسٹی آف سوات جو کہ بہت عرصہ بعد مقامی لوگوں کے مطالبے پر قائم کی گئی ہے لیکن یونیورسٹی مینجمنٹ کی نااہلی، سٹاف بھرتی میں اقرباء پروری اور کرپشن کی روزانہ شکایات یونیورسٹی ایکٹ کے تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے روز بروز بدتر حالت میں جاری ہے جو کہ ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے، لہذا اس پر ایوان میں بحث کی اجازت فرمائی جائے۔مہربانی۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب! تاسو په دې باندې چې خبره کوئ اوس؟ لاء منسټر صاحب، لاء منسټر صاحب، لاء منسټر صاحب، زما خیال دے خبره ئے Explain کړې ده، که خبره Explain کوی پوره جی، ډاکټر صاحب به Explain کړی، بیا به تاسو جواب اوکړئ۔

ڈاکٹر حیدر علی: جناب سپیکر! 2010 کښې یونیورسټی ماډل ایکټ د دې خیال سره او د دې معزز ایوان نه متفقه طور پاس کړے شو چې Devolution of power زمونږ تعلیمی ادارو ته د Administrative او Fiscal Autonomy ملاؤ شی۔ د هغه بل مطلب دا هرگز نه وو چې دغه خود مختاری د فرد واحد ته ملاؤ شی، د هغې بل مطلب دا وو چې ادارو ته د اټانومی ملاؤ شی خو د بدقسمتئ نه دا وخت د صوبې چې څومره هم یونیورسټئ دی، د هغې ایکټ Exploitation کوی، دغه پاور چې لاندې ادارې ته پکار وو، دغه په مینځ کښې 'هائی جیک' شوے دے او په دغه ادارو کښې کوم چې د قوم د تعمیر ذمه واری ورته سپارلې شوې ده، هغې نن په تخریب کښې لګیا دی او دا وخت د صوبې په ټولو یونیورسټو کښې او

بیا خصوصاً په سوات یونیورسټۍ کښې په کرپشن، Nepotism او ریکروټمنټ کښې د هغې هلته د Violation بدترین مثال قائم دے۔ یو طرف ته مونږ دا دعویٰ کوؤ چې مونږ دا صوبه د کرپش نه پاکه صوبه شمارو او مونږ په دې فخر کوؤ چې هغه ادارې چې هغه د صوبائی حکومت د لاندې راځی براه راست، په هغې کښې کافی حده پورې کرپشن کنټرول شوے دے، زه دا نه وایم چې ختم دے ځکه چې کرپشن په دې نظام کښې Institutionalize شوے دے او د هغې د شپیتو کالو نه زیلې پخې دی، په هغې باندې کار روان دے او زمونږ پرې تسلی ده خو یونیورسټۍ چونکه، جناب سپیکر صاحب! ستاسو توجه غواړم او د هاؤس توجه هم غواړم، دا مسئله یواځې زما ذاتی نه ده، نه د یو ضلعې سره تعلق لری، دا زمونږ د راروانو نسلونو سره تعلق لری، سپیکر صاحب! که ستاسو اجازت وی نو ما دا یو څو څیزونه راجمع کړی دی، زه ستاسو او د دې هاؤس، معزز هاؤس په مخکښې پیش کول غواړم۔ University of Swat facing gross violation______

جناب سپیکر: ډاکټر صاحب! که ته دا غواړې چې دا کمیټۍ ته پیش شی نو مونږ به دا دغه ته اوکړو نو زما خیال دے چې هغې کښې به تاسو بیا تفصیلی بحث اوکړئ۔

ڈاکٹر حیدر علی: بالکل جی، زه دا غواړم چې دا د کمیټی ته پیش شی۔

جناب سپیکر: کمیټۍ ته پیش شی، بس دا غواړې۔

ڈاکٹر حیدر علی: خو که په دې، په دې فلور باندې لږ غوندې دغه اوشی۔

جناب سپیکر: جی، عنایت خان پرې هم څه وئیل غواړی، عنایت خان۔

جناب عنایت اللہ {سینئر وزیر (بلدیات)}: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سر! دې دواړو موؤرز چې کوم دا ایډجرنټمنټ موشن راوستے دے، دا بالکل لکه د دوئ دا خبره بالکل درست ده او ما سره هم داسې انفارمیشن شته دے، بعضې یونیورسټو په حوالې سره او دا خبره بالکل روانه ده چې لکه یونیورسټی بالکل ځان له یو Empires دی او په هغې کښې دننه چې هغوی په څه طریقه، ایمرجنسی پاورز لاندې، وائس چانسلر په ایډهاک بیسز باندې بغیر د ایډورټائزمنټ نه سرے واخلی او بس بیا څه موده د خپلې خوښې، بیا سنډیکټ

بیا هم د هغه Manipulation اوکړی، هغه Approve کړی۔ دوئ اووئیل لکه دا خبره بالکل په خپل ځائې باندې درسته ده، یو خو دا ده چې مونږ یونیفارم لاز د ټولو یونیورسټیانو دا سې راؤړو په دې اسمبلئ کښې، هغه مونږ Proposed Bill چې دے نو ګورنر صاحب ته لیږلے وو، هغه پرې دوباره بله کمیټی جوړه کړې ده چې هغه بنهFurther د هغې دغه اوشی چې Refinement اوشی او هغه لاء چې راولو نو مونږ په هغې کښې کوشش دا کوؤ چې یره لکه په یونیورسټو کښې ریکروټمنټ پراسیس چې دے نو دا ټرانسپیرنټ شی او دا چې د ایمرجنسی لاء لاندې چې دوئ کوم اختیارات استعمالوی په ایډهاک بیسز باندې او په دغه باندې، د خپلې خوښې دغه کوی نو دا اونکړې شی او زه وایم په دیکښې زما دا تجویز دے چې که دوئ دا وائی چې دا د سټینډنګ کمیټی آن هائر ایجوکیشن ته لاړ شی نو بالکل د سټینډنګ کمیټی آن هائر ته لاړشی او که دوئ دا وائی چې دا کوم انفارمیشن دوئ سره دی، دا زمونږ سره شیئر کړی او تاسو دغه رولنګ ورکړئ، مونږ د حکومت د طرف نه دا ایشورنس تاسو ته درکوؤ چې په هائر ایجوکیشن ډیپارټمنټ چې دے نو یو High-powered Committee جوړه شی او دوئ سره چې کوم ډیټیلز دی، معلومات دی، دې حوالې سره چې کوم خلاف ورزیانې شوې دی چې په هغې باندې انکوائری اوشی۔ دا دواړه څیزونه چې دے، مونږ ګورنمنټ Open یو، که دوئ وائی چې هائر ایجوکیشن ته د لاړ شی نو هغې ته تیار یو۔

جناب سپیکر: جعفر شاہ صاحب، جعفر شاہ صاحب! He is the mover۔

سینیئر وزیر (بلدیات): او که دوئ وائی چې هائر ایجوکیشن د په دې باندې انکوائری اوکړی، هغې ته مونږ تیار یو۔

جناب سپیکر: جی، سردار حسین صاحب! او د دې نه پس بیا بریک کوئ؟ بیا دا فائنل بریک د مونځ د پاره۔

جناب سردار حسین: شکریه سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! دا ډاکټر حیدر صاحب، جعفر شاه صاحب چې کومې مسئلې طرف ته توجه راؤړلې ده د هاؤس، زما یقین دا دے منسټر صاحب جواب ورکړو خو دا دواړه خبرې چې وې هغه یو ځائې

شوې، پکار خو دا وه چې داوړو ممبرانو صاحبانو کوم طرف ته توجه راګرځولې
ده او منسټر صاحب اووئیل Specifically د هغې باره کښې پکار دے چې د
هغې انکوائری اوشی، که هغې له کمیټی جوړیږی او یا که دا سټینډنګ کمیټئ ته
ریفر کیږی، د دغې مسئلې خو زما یقین دا دے چې دا حل نه دے ځکه چې دواړه
ممبران د سوات دی او د سوات یونیورسټی په حواله باندې خبره کوی نو ظاهره
خبره ده د دوئ په خبره کښې وزن دے او ظاهره ده هلته به پکښې څه وی هم۔ دا
منسټر صاحب چې دویمه کومه خبره اوکړه چې د یونیورسټو د پاره مونږ داسې یو
یونیفارم قانون راوړو، سپیکر صاحب! مونږ چې کومه اندازه کړې ده، هغه دا ده
چې دا Malafide intention دے د صوبائی حکومت د طرف نه،تاسو اوګورئ
جی دا د کوم قانون خبره وزیر صاحب کوی، دا یونیورسټی چې ده دا چرته
پرائمری سکول نه دے ، یونیورسټی یو اټانومس باډی ده، یوه ډیره لویه اداره
وی او بیا دلته خو ټول عمر دا خبره کیږی چې یره د سیاسی مداخلت نه بهر پکار
ده، سیاسی مداخلت نه دے پکار، دا چې کوم کوشش روان دے چې دا Tenure
بدلوی یا چې کوم هغه اختیار چې کوم سنډیکیټ ته ملاؤ دے یا چې کوم هغه
کمیټیز ته ملاؤ دے ، هغه اختیار ختمول، مونږ دا ګڼړو چې دا د صوبائی حکومت
په بدنیتئ باندې دغه کوشش روان دے ، نه دے پکار، دا یونیورسټئ دی، داسې
که مونږ اوګورو دلته د الله فضل دے چې هائرایجوکیشن چې دے ، هائر
ایجوکیشن معیار چې دے ، سټینډرډ چې دے دا که برقراره دے یا مونږ تر ډیره
حده پورې پخپله صوبه کښې ګورو چې هائر ایجوکیشن سټینډرډ چې دے ، هغه د
دې قابل دے چې مونږ د د هغې موازنه د نورو صوبو سره اوکړو یا د ترقی پذیر
ملکونو سره اوکړو نو زما یقین دا دے سپیکر صاحب! دا خبره به غلطه نه وی۔
زمونږ خو به دا حکومت ته خواست وی چې دا کومه Specific issue ده، د دې د
پاره که تاسو کمیټی ټاکئ او که سټینډنګ کمیټی ته ئے ورکوئ، بیشکه دا چې
ممبرانو خبره کړې ده، په دیکښې به کرپشن هم شوے وی، په دیکښې به
Nepotism هم شوے وی چې د هغې بهتری اوشی، د هغې انکوائری اوشی، هغه
خلقو ته سزا ورکړی خو داسې نه ده، دا د حکومت چې کوم نیت دے ، کومه اراده
ده، مونږ په دې فلور باندې دا خبره کوؤ چې دا خو د دې د پاره دی چې اوس د یو

وی سی Tenure څلور کاله وو، نن هغه درې کاله کیږی، دا ولې کیږی؟ دا د پرائمری سکول استاد دے؟ هغه وائس چانسلر دے، د یوې یونیورسټۍ-----

جناب سپیکر: په هغې به ان شاء الله بحث پوره کوؤ چې کله هغه راشی د غه ته۔

جناب سردار حسین: بالکل۔

جناب سپیکر: جعفر شاه صاحب، جعفرشاه صاحب او تاسو دواړه سټینډنګ کمیټۍ ته بوتلل غواړئ؟ جی جی، عنایت خان! خبره اوکړئ۔

سینئر وزیر (بلدیات): ستاسو د تسلئ د پاره، لاء په اسمبلی کښې راغلې نه ده او دوئ In advance وائی چې حکومت Malafide کوی، دا خو نامناسب خبره ده-----

جناب سردار حسین: جناب سپیکر صاحب۔

سینئر وزیر (بلدیات): نه نه، زما په خبره د دوئ Mind کوی نه-----

جناب سپیکر: نه دوئ لږ خبرې ته پریږدئ کنه جی۔

سینئر وزیر (بلدیات): ما دوئ اوریدلی دی، ما دوئ اوریدلی دی، دوئ به خبره وروستو کوی، زه دا خبره کوم چې لاء راځی اسمبلی ته نو هغه د پوره پراسیس نه تیریږی، په هغې کښې لاء ډیپارټمنټ Involve کیږی، هائر ایجوکیشن پکښې Involve کیږی، اوس پکښې ګورنر صاحب Involve شوے دے، حکومتونو ته دا اختیار وی چې لاز راؤړی، که لاء مونږ راؤړله، په هغې کښې څه څیز دوئ ته دا سې ښکاریدے چې هغه ټهیک نه وو، He is free to bring amendments in it خو که دوئ ایډوانس حکومت د دې نه منع کوی چې لاء اسمبلی ته رانوړی نو دا نامناسبه خبره ده-----

جناب سپیکر: اوکے، دا کوئسچن کمیټۍ ته ریفر کوؤ، جعفر شاه صاحب، جعفرشاه صاحب،دا کوئسچن کمیټۍ ته ریفر کوئ؟ زما خیال دے د ګورنمنټ د طرف نه هم په دې باندې-----

جناب جعفر شاہ: جناب سپیکر صاحب! منسټر صاحب چې کومه خبره کوی، هغه خو جدا خبره ده، هغه به بیا وروستو کوؤ، دا کوئسچن کمیټئ ته ریفر کړئ۔

جناب سپیکر: کمیټئ ته به ئے ریفر کړو۔

Is it the desire of the House that the adjournment motion No. 104, moved by the honourable Members, may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against is may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it.

بریک، مونځ او د چائې د پاره بریک۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز عصر اور چائے کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker: Mr. Shah Hussain Khan, MPA and Syed Jafar Shah, MPA, to please move their joint call attention. Shah Hussain.

په قلاره اووایئ تسلئ سره، خیر دے۔

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر صاحب! تاسو ته دغه وایم چې کورم پوره نه دے، لیکن گھنټیانې اوکړئ نو۔

جناب سپیکر: او مې کړې نو، اچھا، دو منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: بس، نہیں ایک دفعہ پھر کاؤنٹ کر لیں، ایک دفعہ پھر کاؤنٹ کر لیں۔

(ٹوٹل 22 ممبران ہال میں موجود تھے)

محترمہ نگہت اورکزئی: سر! میری موشن آنے دیں۔

جناب سپیکر: اچھا، بس ایڈجرن کرتے ہیں جی پرسوں کیلئے، اس وقت 22 تعداد ہے۔

(اجلاس بروز بدھ مورخہ 19 نومبر 2014ء بعد از دوپہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)